پروازِ جگر

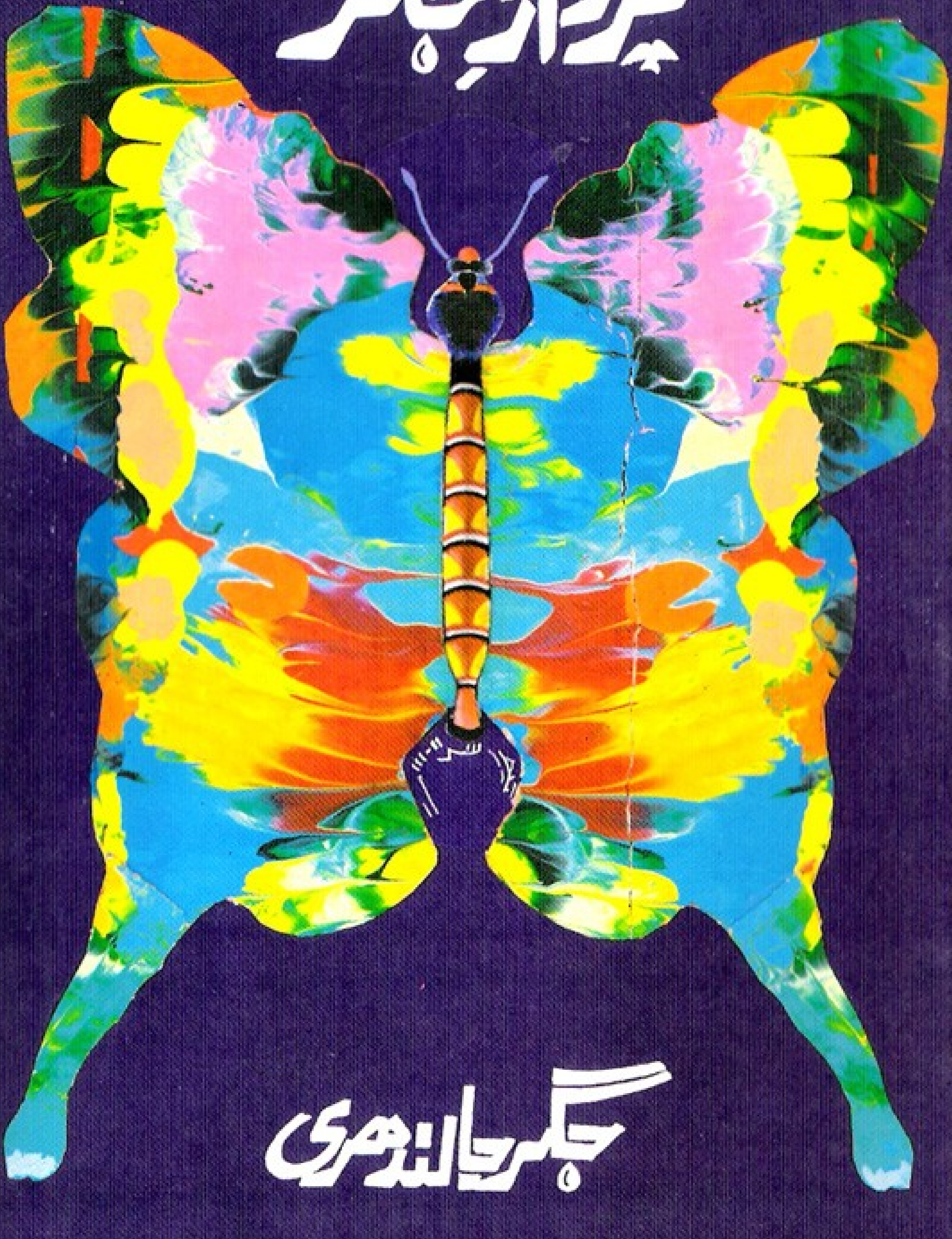

جگر جالندھری

○

کس وقت تری یادوں کے میلے نہیں ہوتے
ہم ہو کے اکیلے بھی اکیلے نہیں ہوتے

واپس انہیں لے جاتی ہے کیوں موت عدم کو
دو روز بھی دُنیا میں جو کھیلے نہیں ہوتے

رہ جاتے ہیں جن لوگوں کے ارمان اَدھورے
وُہ مر کے بھی دُنیا سے اکیلے نہیں ہوتے

مِلنے کی طرح مِلتا نہیں کوئی کسی سے
مجمعے تو بہت ہوتے ہیں، میلے نہیں ہوتے

اِن آنکھوں کی دو بُوندوں میں ہوتے ہیں جو طُوفاں
دریاؤں کے پانی میں وُہ ریلے نہیں ہوتے

اُس غم کا نہ جانے ہمیں کیوں غم نہیں ہوتا
ہم جس میں گرِفتار اکیلے نہیں ہوتے

کیا خُوب ہے عالَم ترے دِلوانے کا، جس میں
دِن رات کے بے کار جھمیلے نہیں ہوتے

جذبات کا کیا کام جگرؔ! مُردہ دِلوں میں
سُوکھے ہُوئے دریاؤں میں ریلے نہیں ہوتے

○

جب کوئی بے گناہ روتا ہے
میرے سینے میں درد ہوتا ہے
زندگی پھول بھی ہے شبنم بھی
کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے
کبھی تڑپے نہ تو اگر سمجھے
جو بھی ہوتا ہے ٹھیک ہوتا ہے
ابرِ رحمت سے کم نہیں آنسو
سینکڑوں کے گناہ دھوتا ہے
دردمندوں کے اشک پی جانا
گنگا جل کے سمان ہوتا ہے
مسکراتا ہے کوئی طوفاں میں
کوئی ساحل پہ بیٹھا روتا ہے
نہیں ملتا نصیب سے بڑھ کر
ہر کوئی اپنی نیند سوتا ہے
حال اپنا سنائیں کس کو جگرؔ!
ہر کوئی اپنا رونا روتا ہے

○

وہ روٹھ کے مَن جائیں گے کچھ کہہ نہیں سکتے
ہم بگڑی بنا پائیں گے کچھ کہہ نہیں سکتے

ہم جن کی تمنّا میں یہ دن کاٹ رہے ہیں
وہ دن بھی کبھی آئیں گے کچھ کہہ نہیں سکتے

کچھ کہنے کو ہم اُن کی طرف جا تو رہے ہیں
کچھ کہہ بھی اُنہیں پائیں گے کچھ کہہ نہیں سکتے

دُنیا نے ہمیں زخم بہت گہرے دیے ہیں
تڑپیں گے کہ مر جائیں گے کچھ کہہ نہیں سکتے

افسانۂ دل سُننے کو مائل تو ہُوئے ہیں
کیا سُن کے وہ فرمائیں گے کچھ کہہ نہیں سکتے

روشن تجھے ہم رکھیں گے اے شمعِ محبّت!
لَو اور بڑھا پائیں گے کچھ کہہ نہیں سکتے

آئی ہے اِدھر موت، اُدھر آئے ہیں وہ بھی
جائیں گے کہ رہ جائیں گے کچھ کہہ نہیں سکتے

جب ایک ہی سُر ہوتا تھا دِل اور زباں کا
پھر دِن وہ پلٹ آئیں گے کچھ کہہ نہیں سکتے

مِلنے اُنہیں جاتے ہیں ہم آنکھوں میں لیئے اشک
یہ جام چھلک جائیں گے کچھ کہہ نہیں سکتے

جو بحرِ محبّت میں جگرؔ! کُود پڑے ہیں
وُہ پار بھی لگ جائیں گے کچھ کہہ نہیں سکتے

☆

○

اَوروں کے تو گھر بہا کر تیز پانی لے گیا
میرے گھر کے ساتھ میری زِندگانی لے گیا

وقت اپنے ساتھ اپنی مہربانی لے گیا
دِن سُنہرے لے گیا، راتیں سُہانی لے گیا

کُچھ ہماری بستیاں سُوکھے کی زَد میں آ گئیں
جو سلامت رہ گئیں، بارِش کا پانی لے گیا

وقت سے پہلے کوئی مرتا نہیں، یہ سوچ کر
قاتِلوں کے درمیاں میں زِندگانی لے گیا

غم نے چھوڑا ہی نہیں رونے تڑپنے کے لئے
دِل کی دھڑکن لے گیا، آنکھوں کا پانی لے گیا

کِس زمانے کا یہ بدلہ وقت نے مُجھ سے لیا
پتھّروں کے شہر میں میری کہانی لے گیا

مرنے والا کیا کہے، یہ تو خبر قاتِل کو ہے
زِندگانی دے گیا، یا زِندگانی لے گیا

آج سارے شہر میں چرچے تھے اِتنی بات کے
اِک سمندر سے کوئی دو بوند پانی لے گیا
میرے قاتل کا بھی شکر! مجھ پر بڑا احسان ہے
وہ بدلنے کو مری چادر پرانی لے گیا

☆

سب سے ملئے بہار کی صورت
موسمِ خوش گوار کی صورت

گُل کی صحبت کا فیض ہے، ورنہ
دیکھتا کون خار کی صورت

ہم تو پت جھڑ سے دل لگا بیٹھے
آپ دیکھیں بہار کی صورت

ٹھوکروں کو تو مار کر ٹھوکر
گاتا جا آبشار کی صورت

میٹھے سُر سے جواب چوٹ کا دے
رہ جہاں میں ستار کی صورت

جس کی منزل کا کچھ پتہ ہی نہیں
ہم ہیں اُس رہ گزار کی صورت

ہم اُسی دل کو دل سمجھتے ہیں
جس میں بستی ہے پیار کی صورت

مَنزِلوں کی نہ کیجیے پروا
اُڑتے رہیے غُبار کی صُورت

ناشگفتہ ہو جب کلی دل کی
پھول چُبھتے ہیں خار کی صُورت

اے جِگرؔ! نفرتوں کی بستی میں
ڈھونڈتا ہوں میں پیار کی صُورت

⁂

○

غصّے جی بھر کے ہو لئے صاحب!
اب ذرا ہنس کے بولئے صاحب!
روکنے سے جو اشک رُکتے نہیں
اُن کو مٹّی میں رو لئے صاحب!
اُنگلیاں اُٹھیں گی نزاکت پر
اِتنا اُونچا نہ بولئے صاحب!
آپ سِکّوں میں تولے جائیں گے
بند مُٹّھی نہ کھولئے صاحب!
آپ کو اور ہم خُدا سمجھیں
کُفر اِتنا نہ تولئے صاحب!
باتیں نظروں سے ہو چکی ہیں بہُت
کُچھ زباں سے بھی بولئے صاحب!
اپنے رونے کی خاص وجہ نہ تھی
ہلکے ہونا تھا، ہو لئے صاحب!

آپ کا ہر سُخن تبرُّک ہے
جو بھی جی چاہے بولئے صاحِب!
پھُونک دیتی ہے دِل کو آتشِ غم
کِس طرح آپ رو لیئے صاحِب!
آپ دِل سے جِگر کو چاہتے ہیں
ایک بار اَور بولئے صاحِب!

٭

جس اِنساں کے دِل میں محبّت نہیں ہے
خُدا کی ابھی اُس پہ رحمت نہیں ہے

کہاں تک تجھے یاد رکھّے گی دُنیا
تُو ہے اِک فسانہ، حقیقت نہیں ہے

محبّت میں کیوں لینے دینے کی شرطیں؟
محبّت ہے کوئی تجارت نہیں ہے

وُہ گُلشن ہے کیا، جس میں بُلبُل نہ چہکے
وُہ گھر کیا ہے، خُوش جس میں عورت نہیں ہے

یہ مانا کہ دِل ہلکا ہوتا ہے رو کر
مگر ہم کو رونے کی عادت نہیں ہے

یہی ہے مُصیبت سے بچنے کا رستہ
مُصیبت کو سمجھو، مُصیبت نہیں ہے

نظر بھی ہے جُھوٹی، زباں بھی ہے جُھوٹی
اگر دِل کی باتوں سے نسبت نہیں ہے

کبھی تم خوشی کی تمنّا نہ کرنا
اگر غم سے لڑنے کی جرأت نہیں ہے
محبّت کہ جس نے جہاں کو بنایا
اُسی کی جہاں کو ضرورت نہیں ہے
یہ کِس سرد موسم میں ہم جی رہے ہیں
کِسی دِل میں سوزِ محبّت نہیں ہے
غموں کا فسانہ سُنے کیا زمانہ؟
اُسے اپنی خوشیوں سے فرصت نہیں ہے
وُہ سب سے غریب آدمی ہے جہاں میں
جگر! پاس جس کے محبّت نہیں ہے

○

جیون اِک بنجارا ہے
پھر بھی سب کو پیارا ہے

چاند جو اِتنا پیارا ہے
اُس میں رُوپ تمہارا ہے

چِٹھیاں بانٹے دُکھ سُکھ کی
وقت بھی اِک ہرکارا ہے

موت ہی ایک عِلاج نہیں
غم کا اور بھی چارا ہے

رنگ محل پر ناز نہ کر
چُونا ، مِٹّی ، گارا ہے

ہر ذرّے کے پردے میں
سُورج ، چاند ، سِتارا ہے

دِل ہو بُجھا تو دِن میں بھی
راتوں کا اندھیارا ہے

جیون ندیا کا پانی
کچھ میٹھا، کچھ کھارا ہے
لے سکتا ہے کون وہ جام؟
جس پر نام ہمارا ہے
پیار سے تن من نرمل ہو
یہ گنگا کا دھارا ہے
جس کا دِل روشن ہے جگرؔ!
وہ انسان ستارا ہے

٭

○

میرے دشمن کو یہ پتا ہی نہیں
دشمنی سے بڑی سزا ہی نہیں

وقت ہر وقت چلتا رہتا ہے
یہ مسافر کبھی تھکا ہی نہیں

منزلوں پر مری نگاہیں ہیں
راستوں کو میں دیکھتا ہی نہیں

اک قیامت کا شور ہے باہر
کوئی اندر سے بولتا ہی نہیں

آج کو ہاتھ سے نہ جانے دو
کل کسی کو کبھی ملا ہی نہیں

وہ بھی کہتے ہیں، ہم مسیحا ہیں
جن کے ہاتھوں کوئی بچا ہی نہیں

دشمنی سے یہ کب بدلتی ہے؟
دوستی کو تو جانتا ہی نہیں

کہنے والے کو دیکھتے ہی سبھی
کیا کہا، کوئی دیکھتا ہی نہیں!
خود کو کھو کر خدا کو پاؤ گے
اے جگر! اور راستا ہی نہیں

٭

○

مَیں فنا ہو کے بھی فنا نہ ہُوا
بُلبُلا پانی سے جُدا نہ ہُوا

عُمر تیری تلاش میں گزری
مَیں کبھی خُود سے آشنا نہ ہُوا

ہم کہاں اُن کو دیکھ سکتے تھے
خیر گزری جو سامنا نہ ہُوا

دِل سے مِلنا تو اُس کو آتا نہیں
وُہ ہمارا ہُوا، ہُوا، نہ ہُوا

ہم سے نفرت ہے یا محبّت ہے
تُم سے تو یہ بھی فیصلا نہ ہُوا!

نام تک لوگ بھُول جاتے ہیں
اِک فسانہ ہُوا، خُدا نہ ہُوا

کِس بہانے سے جان لینا ہے!
وُہ بُرا کر کے بھی بُرا نہ ہُوا

آپ کیا پُوچھتے ہیں حالِ جگر!
مُسکرائے اُسے زمانہ ہُوا